مرتبہ و مترجمہ

ڈاکٹر ایم حفیظ سید
ایم اے پی ایچ ڈی ڈی لٹ
(الہ آباد)

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ ادبیات اردو شمارہ ۲۰۶

گولکنڈہ کے مشہور عالم اور صاحب طریقت حضرت شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ولی کی نادر فارسی مثنوی جس کا اردو ترجمہ اور حالات زندگی کے ساتھ

مشہور عالم اور محقق ڈاکٹر ایم حفیظ سید ایم اے۔ پی ایچ ڈی۔ ڈی لٹ (الہ آباد)

نے مرتب کیا

(مطبوعہ)

دارالطباعت

قیمت ــــــــــــــــــــ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

سب رس کتاب گھر

خیرت آباد۔ حیدرآباد دکن

فہرست مندرجات

دیباچہ

ڈاکٹر حفیظ سید اردو کے ایک دیرینہ خدمت گذار ہیں۔ انھوں نے نہ صرف اردو کے قدیم ادبی شہ پاروں منظومات برہان الدین جانم بیجاپوری اور کلیات بحری وغیرہ پر تحقیقی کام کیا اور ان کو مرتب کرکے شائع کرایا بلکہ اردو کی جدید ترین مطبوعات پر بھی متعدد تحقیقی اور تنقیدی مضامین لکھے اور لکھتے رہتے ہیں۔

اردو کے علاوہ ہندی، انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں بھی لکھتے ہیں اور ہر زبان کی تحریر میں ادبیانہ شان نمایاں رہتی ہے۔ ادب اور زبان کے ساتھ ساتھ ان کو روحانیت، تصوف، فن تعلیم اور نیز ہندو ویدانت اور ہندی فلسفہ سے بھی خاص شغف رہا ہے اور ان موضوعوں سے متعلق سیکڑوں مضامین انگریزی، ہندی اور اردو میں قلمبند کئے جو بلندپایہ رسائل میں شائع ہوئے اور کتابی صورت میں بھی چھپے۔ ہندوستان کے مسلمان عالموں اور محققوں میں ہندو فلسفہ اور ویدانت سے متعلق اپنی مہارت اور تالیفات کے باعث ان کو ایک انفرادی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس میدان میں ان کا ہمسر تو کجا ان کا پیرو بھی نظر نہیں آتا۔

وہ عرصہ تک الہ آباد یونیورسٹی میں اردو کے استاد رہے اور متعدد جامعات کے اعلیٰ امتحانوں کی ممتحنی کے فرائض تو اب تک انجام دیتے ہیں۔ تصنیف و تالیف اور تحقیق و تنقید کا مشغلہ اب تک جاری ہے اور اس سلسلہ میں نوجوانوں سے زیادہ شغف اور توجہ سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ گنج طلسم کی ترتیب اور ترجمہ اس کا ایک جدید ثبوت ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی علمی لگن میں بہت سی قلمی کتب اور مطبوعہ نوادر بھی جمع کئے جن میں سے اب اکثر دار المصنفین اعظم گڈھ اور کچھ ادارہ ادبیات اردو کے نذر کر دی ہیں اور اپنی وصیت میں بھی ان دونوں کے لئے رقمیں مختص کی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی خواہش پر مصنف گنج طلسم کی نسبت جو معلومات میں نے فراہم کردی تھیں ان میں آئندہ اور اضافہ ہونے کی توقع ہے۔ چنانچہ شاہ نعمت اللہ کے موجودہ سجادہ نشین شاہ ولی اللہ سے اب تک کچھ اور حالات معلوم ہوئے۔ ان کے خاندان کے کاغذات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خاندان ابوالحسن تانا شاہ کے عہد تک بھی دکن میں معزز و مفتخر سمجھا جاتا تھا۔

شاہ نعمت اللہ کے فرزند شاہ خلیل اللہ بھی اپنے عہد کے صاحب باطن اور فیض رساں بزرگ تھے اور ان کی درگاہ بھی گولکنڈہ ہی میں شاہ نعمت اللہ کی درگاہ سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے اور اس کا بھی علیحدہ عرس ہوتا ہے۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں جب کہ گولکنڈہ کی آبادی میں کمی ہو چکی تھی اور شہر حیدرآباد اپنے عروج پر تھا شاہ خلیل اللہ کے نبیرہ ولی اللہ بن سیف اللہ کو ۸۰ بیگھے زمین اور قلعہ گولکنڈہ کے اندر بیرن باولی، شکر باولی اور نیم باولی اور باغ بیر بطور انعام دیا گیا تھا جس کی سند سید مرتضیٰ کی مہر سے ۱۰۷۶ھ میں جاری ہوئی تھی۔

بعد کو ابوالحسن تانا شاہ کے عہد میں ولی اللہ کے فرزند حبیب اللہ کثیر الاولاد تھے اور اضافہ یومیہ کے لئے درخواست دی تھی تو ابوالحسن نے قدیم جاری شدہ یومیہ کے علاوہ مزید سات روپیہ یومیہ یعنی ۲۱۰ ہاشہ ان کے نام جاری کئے۔ یہ فرمان زوال گولکنڈہ کے صرف سات آٹھ سال قبل مادنا دیوان کے دستخط سے ۱۰۹۲ھ میں جاری ہوا تھا اور اس پر مادنا کے القاب اس طرح درج ہیں:۔

"مقرب الحضرت معتمد الدولت شاہنشاہی مادو ولد بھانجی مجموعہ دار شاہی"

اس فرمان کے وجود سے ان الزامات کی تردید ہوتی ہے جو اورنگ زیب نے گولکنڈہ پر قبضہ کرنے کے سلسلہ میں تانا شاہ پر لگائے تھے یعنی یہ کہ اس نے ادھو رتار دار کو مختار کل بنا دیا ہے جو سادات کو ذلیل کر رہا ہے۔

اس فرمان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود مادنا نے اپنے دستخط سے ایک سید کے یومیہ میں ۷ روپیہ فی یوم کا اضافہ کیا تھا۔ اس فرمان پر ایک اور مشہور شخص کی بھی مہر ہے جو زوال گولکنڈہ کے وقت معرکہ میں حصہ لے چکا تھا اور آخر وقت میں تانا شاہ کو چھوڑ کر اورنگ زیب سے جا ملا تھا۔ اس شخص کے نام کے ساتھ القاب اس طرح درج ہیں:۔

"ابراہیم سپہ سالار فوج و داروغہ خزانہ سلطنت"

شاہ ولی اللہ صاحب کے کاغذات میں ایک سند ۱۱۵۶ھ کی ہے جس پر صندل خاں قلعہ دار گولکنڈہ کی مہر ثبت ہے۔ اس سے گولکنڈہ کے مورخوں کو آئندہ اپنی تحقیق میں مدد مل سکتی ہے اور زوال کے بعد اس قلعہ پر جو گزری اور جو قلعہ دار یکے بعد دیگرے مقرر ہوئے اس سلسلہ کی ایک کڑی ہاتھ آتی ہے۔ قلعہ داروں کا یہ سلسلہ آصفی سلاطین کے عہد میں بھی جاری رہا۔ چنانچہ اس کے آخری قلعہ دار عمر دراز خاں ولد گیسو دراز خاں نے ابھی گذشتہ ماہ (جون ۱۹۵۵ء) میں وفات پائی۔ اگرچہ ۱۹۴۸ء کے پولیس ایکشن اور جمہوریہ ہند میں حیدرآباد کے انضمام کے بعد ان کی قلعہ داری برائے نام رہ گئی تھی اور اب ان سے اجازت حاصل کئے بغیر ہر شخص قلعہ گولکنڈہ کی سیر کر سکتا تھا۔ لیکن اس قلعہ داری کی خدمت سے متعلق یومیہ اور منصب کی روایتیں ان پر آخر وقت تک بحال رہیں۔

ڈاکٹر حفیظ سید اہل دکن کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے گولکنڈہ کے ایک ایسے بزرگ کی یہ مثنوی مرتب کی جن کے سلسلہ میں اس قدیم قلعہ اور اس کے حاکموں کی نسبت کچھ نئی معلومات منظر عام پر آسکیں۔

ڈاکٹر ایم حفیظ سیّد

انشاء:- رشید قریشی (ایم اے)

میرے پہلے عریضے کے جواب میں صاحب موصوف نے لکھا "مجھے افسوس ہے کہ میرے یہاں اپنی کوئی تصویر موجود نہیں اور نہ فی الحال تصویر کھنچوانے کا ارادہ ہے۔ میرے حالات نہایت مختصر ہیں۔ میں چودہ برس سے الہ آباد یونیورسٹی میں اردو بی اے اور ایم اے کی جماعتوں کو پڑھاتا ہوں۔ اس اختصار نے مجھے مایوس سا کر دیا اس صورت میں آپ کے مفصل حالات زندگی اور کام سے اردو دنیا کو متعارف کراتا میرے بس کی بات نہ تھی۔ جانتا تھا کہ صاحب موصوف "گم نامی کی زندگی کو شہرت اور ناموری پر ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن دوسری دفعہ پھر اسی سلسلہ میں یاد دہانی کی۔ بارے جواب خط کے ساتھ تصویر بھی وصول ہوئی۔ حالات اور کام "کافی" کے بجائے صرف "مختصر" رہ گئے جس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔

آپ کے والد کا نام نظر حسن اور وطن ضلع غازی پور ہے۔ ضلع کے زمینداروں میں ان کا شمار تھا۔ شعر و سخن کا اچھا ذوق رکھتے تھے خود بھی ایک "خوب کہنے والے" شاعر تھے۔ نظر تخلص کرتے تھے۔ ایک مثنوی "جلوۂ طور" انھوں نے اپنی یادگار چھوڑی ہے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم مکتب میں ہوئی۔ انگریزی تعلیم دیر میں شروع کی لکھنؤ اور الہ آباد کے اسکولوں اور کالجوں میں بی اے کی تعلیم پائی۔ بی اے کی ڈگری لینے کے بعد آپ نے الہ آباد ٹریننگ کالج سے ال ٹی کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے ملازمت اختیار کر لی۔ دس سال تک مختلف مدارس اور کالجوں میں ہیڈ ماسٹر اور پرنسپل رہے۔ ۱۹۲۵ء سے الہ آباد یونیورسٹی میں اردو کی لکچراری پر مامور ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں آپ نے لندن یونیورسٹی سے پی۔ ایچ ڈی اور ۱۹۳۳ء میں ڈی لٹ کی ڈگری جامعہ ایل لئے سے حاصل کی۔

آپ نے حصول تعلیم اور تحقیقاتی کام کے لئے بہت دور دراز سفر کئے۔ ڈی لٹ کی ڈگری فرانس کی ایک قدیم یونیورسٹی "ایل لئے" سے حاصل کی۔ آپ کو فلسفہ و تصوف سے بھی گہری دلچسپی ہے۔ درس و تدریس میں آپ کا تجربہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ لندن سے کیمبرس ڈپلوما حاصل کیا۔ الہ آباد کے ال ٹی ہیں اور عمر کا بیشتر حصہ محکمہ تعلیمات کی خدمت میں صرف کر چکے ہیں۔

آپ کی ادبی کاوشیں، مقالوں، مضمونوں اور کتابوں کی صورت میں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ آپ نے صرف اردو ہی میں نہیں بلکہ انگریزی میں بھی اپنے علمی شغف اور تبحر کا ثبوت دیا ہے۔ آپ کی حسب ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

سکھ سہیلا از برہان الدین شاہ جانم۔

منفعت الایمان از برہان الدین شاہ جانم۔

قاضی محمود بحری۔ یہ کتاب (A mystic poet of 12th Century) کے عنوان سے مستقل طور پر انگریزی

میں بھی لکھی گئی ہے۔

کلیاتِ قاضی محمود بحری مع مقدمہ تشریح اور فرہنگ۔ یہ ڈاکٹر صاحب کا نہایت معرکۃ الآرا اور اہم کارنامہ ہے جس میں دکنی سلطنتوں کے آخری دور کے شاعر بحری کے کلام کو بڑی تحقیق کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ یہ کام ہر شخص نہیں کر سکتا کیونکہ قدیم اردو کے قلمی نسخوں کو پڑھنا اور متروک الفاظ کو سمجھنا بڑے بڑے عالموں کے لئے بھی مشکل ہے۔ اس کلیات کی اشاعت نے ڈاکٹر سید صاحب کو اردو کے بلند پایہ محققوں کی صف میں ممتاز جگہ دی ہے۔

"دکن کی اردو شاعری" (یہ مضمون کتابی صورت میں چھپا تھا) "بنگالی شعرائے اردو"، "یورپین شعرائے اردو" (زیرِ طبع) "غالب کے کلام کا مطالعہ" (الہ آباد یونیورسٹی میگزین)

اسی طرح حالی، شبلی، محمد حسین آزاد، دیوانِ جہاں وغیرہ پر آپ کے مضامین شائع ہوئے۔ انگریزی میں آپ نے ایک کتاب "آئیڈیا میٹرز ان انڈین ایجوکیشن" (ہندوستانی تعلیمی مسائل) شائع کی ہے۔

آپ کئی انجمنوں کے معتمد اور ممبر ہیں۔ کئی کمیٹیوں کے سرگرم کارکن اور مختلف "Boards" آف اسٹڈیز کے ممبر بھی ہیں۔ الہ آباد، آگرہ اور یو۔پی کی اکثر کمیٹیوں کے مشیر اور ممبر ہیں۔ اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر آپ کا شمار شمالی ہند کے سربرآوردہ ماہرینِ تعلیم میں ہو سکتا ہے۔ آپ نے ہندوستان اور دیگر مقامات کا سفر کیا۔ صوبجات بمبئی، متوسط اور یو۔پی کے مختلف مدارس کا معائنہ کیا اور وہاں کے اصولِ تعلیم کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ اردو زبان اور ادب کے علاوہ فلسفہ اور فنِ تعلیم پر بھی آپ کے بیچیوں مضامین اکثر انگریزی اردو رسائل میں شائع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کی ذات اردو اور سررشتۂ تعلیم کے لئے بے حد غنیمت ہے۔

صاحبِ موصوف کی تصنیفات اور مضامین اردو زبان کی اہم ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں۔ مشاہیر اردو و ادب جن کے جواہر پاروں کو صرف سطحی نظروں سے جانچا جاتا تھا، آپ نے ایک ایسے انداز میں روشناس کرایا ہے جس سے ان کی عظمتوں پر ہر پہلو سے روشنی پڑتی ہے اور وہ منور گوشے جن پر کور ذوقی نے پردے ڈال رکھے تھے روشن نظر آتے ہیں۔ آپ نے شاہ برہان الدین جانم، قاضی محمود بحری، محمد حسین آزاد، شبلی، حالی، غالب اور دوسرے شعرا اور مصنفین کا جس غائر نظری سے مطالعہ کیا ہے اور اس کے بعد جس انداز سے ان پر اپنے خیالات اور ان کے محاسن کو پیش کیا ہے اس سے آپ کی تنقیدی صلاحیتوں اور قوتِ اخذ و تحقیق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ دکن سے بھی آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ شمالی ہند میں دکن کے قدیم شاعروں کو روشناس کرانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قدیم زبان کو سمجھنا اور اس پر کام کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔

(ماخوذ از سب رس اردو نمبر بابتہ فروری ۱۹۴۲ء)

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی

آپ سید جلال الدین بن امیر نظام الدین احمد کے فرزند ارجمند تھے۔ سلطان ابراہیم قطب شاہ (۹۵۷ھ - ۹۸۸ھ) کے عہد میں گولکنڈہ آئے۔ سلطان ابراہیم علماء اور فقراء کا قدر داں اور ان کا معتقد تھا۔ اس کے عہد میں گولکنڈہ میں سلسلۂ قادریہ کے متعدد بزرگ تشریف لائے تھے جن میں شاہ میراں حموی بغدادی اور شاہ لطیف محی الدین قادری بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ شاہ میراں حموی کو سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اپنی ایک لڑکی بیاہ دی تھی۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی بھی بادشاہ کی قدر دانی سے سرفراز ہوئے اور گولکنڈہ میں قلعہ کی مشرق جانب ایک عالیشان دو منزلہ خانقاہ تعمیر کرائی جس کے دروازے پر کتبہ تھے جو اب بھی شکستہ حالت میں موجود ہیں۔ یہ خانقاہ اور اس کے اطراف کا احاطہ اور باولی جس کے متصل حجرے ہیں حضرت شاہ صاحب اعتکاف فرمایا کرتے تھے خاص اہتمام سے تعمیر کرائے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا دنیاوی جاہ و جلال بھی بہت زیادہ تھا۔ گمان غالب ہے کہ آپ سے بھی سلطان ابراہیم قطب شاہ کی کوئی شہزادی منسوب ہو۔[1] کیونکہ درگاہ کے پہلو میں ایک قبر بغیر کسی کتبہ کے موجود ہے اور اس کی وضع قطع بالکل ویسی ہی ہے جیسی سلطان کی اس شہزادی کی قبر کی ہے جو حضرت شاہ میراں حموی بغدادی سے منسوب تھی۔ یہ قبر ان کی درگاہ میں موجود ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی اولاد میں سے ایک صاحب سید ولی اللہ حسینی حیدرآباد میں دروازہ دبیر پورہ کے باہر یاکے علم کے قریب قیام پذیر ہیں۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کا اصلی نام نعیم الدین تھا جو آپ کے مزار کے سرہانے پتھر پر کندہ ہے۔[2] آپ صحیح النسب سید تھے۔ آپ کا نسبی سلسلہ حضرت حسن مثنیٰ ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے اجداد میں جلال الدین امیر نظام الدین اور سید شہاب الدین نام کے کئی بزرگ گذرے ہیں۔

---

[1] سلسلۂ چشتیہ کے بھی کئی بزرگ اس دور میں گولکنڈہ آئے جن میں حضرت خواجہ سید بندہ نوازؒ کے نواسے حسینی شاہ ولی بہت مشہور ہیں اور سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اپنی ایک لڑکی ان کو بھی بیاہ دی تھی۔ سلطان ابراہیم قطب شاہ کی ایک ملکہ بھی بیدر کے حضرت سید لنگانی بادشاہ قادری کے خاندان کی دختر تھیں۔ اس ملکہ سے جو شہزادہ پیدا ہوا اس کا نام شاہ عبدالقادر رکھا گیا تھا لیکن سیاست کے داؤں پیچ کی وجہ سے سلطان ابراہیم قطب شاہ کے بعد تخت نشین نہ ہو سکا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں بیدر کے علماء مشائخین اور امراء کی تائید سے تخت سلطنت پر قبضہ کرنا چاہا لیکن ناکام رہا۔

[2] حضرت شاہ صاحب کے لوح مزار پر "الحکم للہ تعالیٰ" کندہ ہے۔ یہ عبارت عام طور سے گولکنڈہ کے شاہی مزاروں پر پائی جاتی ہے۔ اس سے بھی سلطان ابراہیم قطب شاہ سے رشتہ داری کی تائید ہوتی ہے۔

درگاہ ایک مرتفع چبوترے پر واقع ہے جو مصفا سنگ خارا کا ہے۔ مزار پر سنگ موسیٰ کا حاشیہ بھی ہے اور اچھے عمدہ خط میں آیت الکرسی کندہ ہے۔ سرہانے کے لوح مزار کی جانب چہاردہ آئمہ معصومین کا درود شریف اور دوسری طرف حضرت شاہ صاحب کی تاریخ وفات اور پورا شجرہ نسب درج ہے۔

مزار کے سرہانے مصفا سنگ موسیٰ کا ایک مینارہ نما چراغدان بھی ہے اور اس چبوترے پر دو اور قبریں بغیر کسی کتبے کے موجود ہیں۔ چبوترے کے سرہانے اس سے بالکل ملحق وہ باولی ہے جس کے کمرے میں حضرت شاہ صاحب اعتکاف عبادت و ریاضت اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے تھے۔ مزار شریف کے پائیں ایک قدیم آہنی دروازہ ہے اس کی تعمیر کو آج پورے پونے چار سو سال گذر چکے ہیں لیکن رونق و سہانا پن اب تک ویسا ہی قائم ہے۔ حضرت کا عرس ہر سال ۷ جمادی الثانی کو بڑی دھوم سے ہوتا ہے۔

حضرت نے محمد قلی قطب شاہ (۹۸۸ھ - ۱۰۲۰ھ) کے عہد حکومت میں ۷ رجمادی الثانی ۱۰۱۱ھ کو وفات پائی۔ مزار کا کتبہ درج ذیل ہے۔

"در سابع جمادی الثانی ۱۰۱۱ھ از عالم فنا بہ دار البقا رحلت فرمود۔ سید نعیم الدین نعمت اللہ بن جلال الدین بن امیر نظام الدین احمد بن جلال الدین بن امیر زین الدین بن نظام الدین احمد بن شاہ میر بن تاج الدین بن شہاب الدین حسن۔"

حضرت کی وفات کے بعد گولکنڈہ اجڑ گیا۔ وہاں کی ساری رونق اور آبادی حیدرآباد میں منتقل ہو گئی کیونکہ حیدرآباد کی تعمیر ۱۰۰۰ھ ہی میں سلطان محمد قلی قطب شاہ نے شروع کی تھی اور اہل گولکنڈہ کو حکم دیا تھا کہ اس نئے شہر میں آباد ہو جائیں۔

زیر نظر مختصر قلمی مثنوی تین سو چار (۳۰۴) اشعار کی حامل ہے۔ جس میں سے دو سو چھیاسی (۲۸۶) اشعار تین کے ہیں اور مندرجہ ذیل اٹھارہ شعر ایسے ہیں کہ ان میں کا ہر ایک مصرع مستقل عنوان ہے جس کے تحت میں باقی اشعار ہیں جو حد درجہ جاذب اور ان میں ایک قسم کی کشش موجود ہے۔ ملاحظہ ہوں۔

گنج گہر ثنائے سبحان	اقلیم سخن بہ طوطیٔ جان	نو بادۂ گلشن نصیحت	آوازۂ بلبل محبت
بینائی چشم نعت احمدؐ	[illegible] دل تاریخ محمدؐ	تعلیم نگار نقش صیاد	تعویذ فسون مار بیداد
طرازی نقش جلت آئین	ارشاد دل حقیقت آئین	معراج بہ لامکان عرفان	خاصیت کیمیائے احساں
تسبیح و ترانۂ ذکر و اخلاص	بیت المعمور خلوت خاص	خورشیدی عاشقاں تمامی	سرمایہ فیض اسم ساقی
فیروزی طالع خداداد	بنیاد مقام تربیت آباد	سرگرمی جام ہوش پرداز	دوران شراب ساقی راز
قطب تمکین و قطب دوراں	آوازۂ نام نیکمرداں	فیض مردان ہفت اقلیم	فرمان ملوک ملک تسلیم
ہشیاری والہائے شیدا	شیدائی محو ذات والا	وصف کرم و کرامت قطب	شرح برکات محبت قطب
خورشید حضور قطب عالم	آئینہ صدق (فخر) آدم	ظلمت گاہ بیرون پرستاں	صفو تکدۂ درون مستاں
بیت اللہ مجمع کرامات	بسم اللہ نامۂ مناجات	حضرات کعبۂ سلامت	محراب دعائے استقامت

جذب اور کشش کا یہی عالم پوری مثنوی کا ہے۔ یہ مثنوی تصوف کی جان ہے جس میں خصوصیت سے نفس کشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی حمد، پھر نعت شریف اور مدح اصحاب کرام، معراج شریف کا ذکر، نصائح ضروریہ اور نفس سرکش سے بچنے کی تدبیریں، اس کی تیز پائی اور طراری کا حال، ہر جگہ ادب کا لحاظ اس کے بعد

تصوف کی جان، عرفان لامکاں کی سیر، اخلاق اور احسان کی خاص تعلیم، تسبیح، نماز، ذکر، اخلاص، خلوت و جلوت کا بیان، پھر اپنے کو تخاطب کرتے ہوئے نصیحت کے پیرائے میں تصوف کی باریکیاں بتائی ہیں۔ قطب، غوث، اوتاد ان کے فرائض اور بزرگوں کے فیوض کا ذکر ہے۔ آخر میں مناجات اور دعا ہے۔

غرض کہ صاحبان ذوق و بصیرت کے لئے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔

عرصہ ہوا مخطوطات کی تلاش کرتے ہوئے میں بیجاپور پہنچا۔ اتفاقاً اس سلسلے میں ایک غریب شخص سے ملاقات ہوئی استفسار سے معلوم ہوا کہ اس کے اسلاف صاحب علم تھے اور وہ خود جاہل مطلق ہے۔ سواری کا پیشہ کرتا ہے۔ اس نے ایک قلمی نسخہ "مطلا، مذہب، خط شکستہ میں لکھا ہوا قیمتاً" مجھے مرحمت فرمایا۔ وہ بڑا نسخہ تھا۔ یہ نسخہ عرصہ تک میرے پاس پڑا رہا۔ میں نے بڑی محنت و کاوش سے اسے صاف کرایا اور اس کوشش میں رہا کہ حضرت مصنف شاہ نعمت اللہ صاحب کے کچھ حالات معلوم ہو جاتے تو اسے شائع کیا جاتا۔ چنانچہ کئی مشہور اور قابل حضرات سے رجوع کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر میں مشہور و معروف ادیب ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور سے حیدرآباد میں ملا اور اس کا تذکرہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے حد درجہ کرم فرمایا اور قبل اس کے کہ شاہ صاحب موصوف کے حالات بتاتے مجھے اپنے ہمراہ لے کر حضرت شاہ صاحب کے مزار کی زیارت کرائی اور چند چند حالات بھی بتائے۔ چنانچہ یہ کل حالات انھیں کے رشحات قلم کا نتیجہ ہیں جس کے لئے میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں۔ میں یوں بھی ڈاکٹر صاحب کے گوناگوں احسانات کا زیر بار ہوں، اور صدق دل سے خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ خدا انھیں جزائے خیر مرحمت فرمائے۔ یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ اس مثنوی کی اشاعت کے انتظام کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ ہم سب آپ کے اس بار کرم سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ فجزاہم اللہ خیراً۔

کتاب گنج طلسم

تصنیف

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گنج گشائے سبحان

سبحان کی تعریف کا مخفی خزانہ

اے دادہ تجسم آدمی جان — گنجے بہ طلسم تن دہ پنہان

اے وہ ذات جس نے آدمی کے جسم میں — جان ڈال کر طلسم کا ایک خزانہ پوشیدہ کر دیا

زیں گنج بہ جسم تا رسیدہ — حیران شدہ در طلسم دیدہ

تالائق جسم میں (اس خزانے کے طلسم) گنج طلسم — کو دیکھ کر دیدہ (آنکھ) حیران ہو گیا

آں دم کہ طلسم برکشاید — ایں گنج نہفتہ وا نماید

جس وقت طلسم کھل جائے گا — یہ پوشیدہ خزانہ ظاہر ہو جائے گا

تعلیم سخن بہ طوطی جان

طوطی جان کو سخن کی تعلیم

اے طوطی خوش نوا سخن سنج — بردار طلسم خویش از گنج

اے خوش آواز، سخن سنج طوطی — اپنا طلسم، خزانے سے اٹھا لے

روشن نفس درون کشائی — بیرون ز قفس چرا نیائی

تو روشن نفس اور صاحب دل ہے — پنجرے سے باہر کیوں نہیں آتی

اے سبز لباس سرخ منقار — بکشائے زبان دل بگفتار

اے سبز لباس، لال چونچ والی — زبان دل سے کلام کر

در آئینہ نقش خویش دیدی — با صورت خویش آرمیدی

آئینہ میں تو نے اپنا نقش دیکھا — اپنی صورت سے آرام حاصل کیا

پنداشتہ کہ ہم زبان است — نے نے غلطی کہ ایں نہ آنست

تو نے جانا کہ وہ ہم زبان ہے — نہیں نہیں تو نے غلطی کی، یہ وہ نہیں ہے

آمد چو نسیم غنچہ وا شد بویش بدماغ آشنا شد
جب نسیم چلی اور کلی چٹکی اس کی خوشبو، ان کے دماغ میں پہنچی

پرداز گل و گلاب کردہ واں سوختہ را کباب کردہ
انھوں نے گل و گلاب بھی پرداز کی اور اس سوختہ کو کباب کر دیا

ن بردہ زنگ گل بہیچ

بلبل بہزار حسرت و رشک در دیدۂ او گلاب شد اشک
بلبل، ہزار حسرت اور رشک سے اس کی آنکھوں میں آنسو گلاب ہو گیا

ہر گل کہ دریں چمن شگفتہ از دیدۂ بلبلاں نہفتہ
جو پھول کہ اس چمن میں کھلا بلبلوں کی نظر سے پوشیدہ ہے

گر دیدہ بآں چمن کشائی اینجا بہوس دگر نیائی
اگر اس چمن میں تو آنکھ کھولے تو اس جگہ (دنیا) دوسری لالچ میں نہ آئے

ہنگام بہار بگذرد تیز مے نوش و طرب فزائے و گلریز
بہار کا زمانہ تیزی سے گذر جائے گا شراب پی، عیش کر اور پھول لٹا

دل تنگ بخانہ می نشینی صحرائے فراخ چوں نہ بینی
دل تنگ ہو کر گھر میں تو بیٹھی ہے جیسے تو وسیع جنگل نہیں دیکھتی ہے

گل خندہ زناں دہن کشادہ نرگس بکرشمہ بار دادہ
پھول ہنستے ہوئے، منہ کھولے ہوئے ہیں نرگس، ناز و ادا کو بار دیئے ہوئے ہے

سر سبز ستادہ سرو دل جوئے کوکو زدہ فاختہ زہر سوئے
سرو، دل جو سرسبز کھڑا ہوا ہے ہر طرف سے فاختہ کوکو کی آواز نکال رہی ہے

ہر کس بہوائے خویش زد گام آرام گرفتہ با دل آرام
ہر شخص نے اپنی خواہش کے موافق قدم بڑھایا اپنے دل آرام (محبوب) سے آرام حاصل کیا

تو بر سر خاک تیرہ ماندی تاریک شدی و خیرہ ماندی
تو زمیں پر میلی کچیلی دھندلی اور سست پڑی ہوئی ہے

گر ہست ترا ہوائے گلزار رو دیدۂ باغباں بدست آر
اگر تجھے گلزار کی خواہش ہے جا اور مالی کا دل اپنے ہاتھ میں لے

بینائی چشم نعت احمدؐ

آں دیدہ کہ رہ برد بمنزل زیں چشم دل است و صاحب دل
جو دیدہ (آنکھ) کہ منزل تک پہنچا دے وہ یہی چشم دل ہے اور صاحب دل

ن آں

گلہائے چمن زخندۂ اوست رضواں و بہشت بندۂ اوست
چمن کے پھول اس کی ہنسی سے ہیں رضواں اور بہشت اس کے غلام ہیں

حوراں دو رویہ صف کشیدہ　　چشمش ز حیا درو ندیدہ
حوریں دونوں جانب صف بستہ ہیں　　اس کی آنکھ شرم سے انھیں نہیں دیکھتی ہے
ابروش کشودہ قاب قوسین　　دیدہ بدو دیدہ عین در عین
اس کی ابرو قاب و قوسین سے ظاہر کی گئی ہے　　دونوں آنکھوں سے دیکھ کر آمنے سامنے
یارانِ گزینِ او بہم یار　　ہر چار یکے و ہر یکے چار
اس کے برگزیدہ دوست آپس میں یار ہیں　　چاروں ایک ہیں اور ہر ایک چار ہیں
دانا دل و حق گزین و خوش خوی　　خنداں لب و تازہ عیش و خوش روئے
وہ دانا دل، حق اختیار کرنے والے، خوش خو　　خنداں لب، تازہ عیش اور خوبصورت ہیں

نورِ دل تابع محمدؐ

ہر جسم گزیں کہ جانِ قوم است　　مانند نبی میانِ قوم است
ہر برگزیدہ جسم جو کہ قوم کی جان ہے　　وہ قوم میں نبی کی طرح ہے
روشن روِ شے کہ پیرو اوست　　مانند دو مغزیں و یک پوست
جو عقلمند کہ اس کا تابع ہے　　اسے ایک چھلکے میں دو مغزوں کی طرح سمجھ
طے کردہ رہِ زمین و افلاک　　ز آلائشِ جسم جانِ او پاک
زمین و آسمانوں کا راستہ طے کئے ہوئے　　جسم کی آلائش سے اس کی جان پاک ہے
ہر ذرہ کہ مہرِ او گزیند　　با ماہِ فلک قریں نشیند
جو ذرہ کہ اس کی محبت اختیار کرتا ہے　　وہ آسمان کے چاند کے پاس بیٹھتا ہے
پائے رہِ ششش بگِل نماند　　کو دست بدست میرساند
اس کے چلنے کا پیر کیچڑ و مٹی سے محتاج نہیں رہتا　　کہ وہ ہاتھوں ہاتھ اسے پہنچاتا ہے

تعلیم نگارِ نقشِ صیاد

اے باز ز صید دیدہ بر بند　　تا طعمہ دہد ترا خداوند
اے باز! شکار سے باز آ　　تاکہ خدا تعالیٰ تجھے غذا دے
یک کبکِ دری ترا زبون است　　در گردنِ تو ہزار خون است
ایک پہاڑی چکور تیرے لئے بُرا ہے　　تیری گردن پر ہزار خون ہیں
مرغابیِ بحر غوطہ خوردہ　　از دستِ تو جاں بدر نبردہ
سمندر کی مرغابی غوطہ لگا کر　　تیرے ہاتھ سے جان سلامت نہ لے گئی
دُرّاج ز بیمِ تو بنالد　　تیہو سرِ خود بخاک مالد
تیتر تیرے خوف سے روتا ہے　　تیہو اپنا سر مٹی میں ملتا ہے

گر دیدۂ تیز بین کشائی
از وحشت خودکشی رہائی

اگر تو اپنی تیز بین آنکھ کھولے
تو تو اپنی وحشت سے رہائی پائے

شد اللہ دست شاہ گردی
جان پرور دین پناہ گردی

بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھنے کے لائق ہو جائے
جان پالنے والا اور دین کا محافظ ہو جائے

بر بستر او کنی نشیمن
فارغ ز ہزار دوست و دشمن

اس کے بستر پر بسیرا لے
ہزار دوست اور دشمن سے مطمئن ہو جائے

ایمن منشین درین گذرگاہ
کوہیست نہفتہ زیر ہر کاہ

اس گذرگاہ (دنیا) میں بے خطر نہ بیٹھ
ہر گھاس کے نیچے ایک پہاڑ پوشیدہ ہے

تعویذ فسون مار بیداد

ظالم سانپ کے مکر و فریب سے حفاظت

ہر چند کہ نفس تو نزار است
ماریست کہ بستۂ فسون است

اگرچہ تیرا نفس نزار ہے
وہ ایک جادو میں بندھا ہوا سانپ ہے

زافسون چو گہی دہن کشاید
ترسم کہ دل ترا گزاید

مکر و فریب سے کبھی منہ کھولتا ہے
میں ڈرتا ہوں کہ تیرا دل ڈس لے

آن سرور عارفان خدا دوست
بیرون شدہ ہمچو مار از پوست

وہ عارفوں کا سردار خدا دوست
باہر نکل آیا جیسے سانپ کینچلی سے

سی سال کشید محنت و رنج
تا مار برآمد از سر گنج

تیس سال، مشقت و تکلیف برداشت کی
حتیٰ کہ سانپ خزانے پر سے ہٹ گیا

چون دید بچشم در آخر کار
بر گنج نشستہ بود آن مار

آخر کار جب اس نے اچھی طرح دیکھا
تو خزانے پر وہ سانپ بیٹھا تھا

دائم چو مار ہم نشین است
ہر جا کہ روی تو در کمین است

ہمیشہ سانپ تیرا ہم نشین ہے
جہاں تو جاتا ہے وہ تیری تاک میں ہے

چون بگذری از بلند و پستی
شکرانہ بگو بدہ کہ رستی

جیسے اونچ نیچ سے تو گزر جائے
شکریہ ادا کر چونکہ رہائی پائی

طراری نفس حیلت آئین

نفس مکار کی تنبیہ زبانی

این دزد سیہ کہ تیرہ پوش است
با دیدہ نظر عقل و ہوش است

یہ کالا چور جو کہ زندگی کو پوشیدہ کرنے والا ہے
حقیقت میں اس کی نظر عقل و ہوش پر ہے

با مردِ خرد فسونِ دانا — با رائے زنِ قوی توانا
وہ خردمند کے ساتھ مکار عقلمند ہے — رائے زن (مدبّر) کے ساتھ قوی طاقتور ہے

در علمِ مُدرّسِ زمانہ — در زہد حدیثِ زاہدانہ
علم میں زمانے کا معلم ہے — زہد و عبادت میں زاہدانہ حدیث ہے

در ہندسہ شکلہائے موزون — تحریر کنندۂ دورِ گردون
علم ہندسہ میں موزوں و مناسب شکلیں — زمانے (دورِ گردوں) کی بناتا ہے

منطق ہمہ اصطلاحِ او دان — حکمت بزبانِ او فرو خوان
علم منطق سارا کا سارا اس کی اصطلاح جان — علم حکمت کو اس کی زبان پر حقیر جان

یک نکتہ ز فکرِ او اشارت — یک حرف زِ فنِ او عبارت
اس کی فکر کا ایک نکتہ اشارت ہے — اس کے علم و فن کا ایک حرف پوری عبارت ہے

در علمِ سلوک رہنمون است — صفوت زِ تصوفش بروں است
علم سلوک میں رہنما ہے — صوفیت (صفوت پاکیزگی) اس کے تصوف سے بالاتر

در علمِ مغالطات آگاہ — از چرخ کند چو دلو در چاہ
علم مغالطات میں خبردار ہے — آسمان سے ایسا معاملہ کرتا ہے جیسے ڈول کنوئیں میں

ایمن مشو از مطالعِ او — آگاہ شو از طوالعِ او
اس کی مطالع[1] سے بے خوف نہ ہو — اس کی روشنیوں سے آگاہی حاصل کر

او جملہ مقاصدِ تو داند — در شرحِ مواقفش نماند
وہ تیرے سب مقاصد جانتا ہے — جو شرح[2] مواقف میں نہیں ہیں

مغرور مشو بہ نکتہ دانی — مشغول کنش اگر توانی
نکتہ دانی سے مغرور نہ ہو — اسے اپنے ساتھ مصروف رکھ اگر ہو سکے

ارشادِ دلِ حقیقت آئیں

حقیقت آئین دل کا ارشاد (سیدھی راہ دکھانا)

روئے دل خود ز بہرہ یابی — از خدمتِ دوستاں متابی
اپنے دل سے بہرہ یاب ہو تو — تو دوستوں کی خدمت سے سرتابی نہ کر

چوں خدمتِ تو گزیدہ گردد — شغلت بحق آرسیدہ گردد
جب تیری خدمت پسندیدہ ہو جائے گی — تو خدا کے ساتھ تیری مصروفیت مطمئن ہو جائے گی

بے باک مرو ادب نگہدار — تا گلِ دیگرت سناں ہر خار
بے دھڑک نہ چل، ادب ملحوظ رکھ — تاکہ ہر خار کی نوک تجھے پھول دے

---

[1] علم منطق کی ایک کتاب۔
[2] شرح مواقف۔ علم کلام کی ایک کتاب۔

پیوستہ طہارتِ بروں کن — آہنگِ صفائے اندروں کن
ہمیشہ ظاہری پاکی اختیار کر — دوسرا باطنی صفائی کا قصد کر

بے نیتِ خاص ہر عبادت — در عام بود برسم و عادت
ہر عبادت بغیر کسی خاص نیت کے کر (نہیں ہوتی) — اگرچہ رسم و عادات کے موافق یہ عام ہے

چوں خوے طبیعتت نماند — جبریل ترا فرشتہ خواند
جب تیری طبیعت میں خو (عادت) باقی نہ رہے گی — تو جبریلؑ تجھے فرشتہ کہے گا

ہمت چو بلند شد ز پستی — بر سدرہ نشیں بہوش و مستی
جب پستی سے (تیری) ہمت بلند ہو گئی — تو ہوش (عقل) اور مستی کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ پر بیٹھ

ہر جا کہ رسی مگیر آرام — بردار نصیب و بیش نہ گام ن
جس جگہ تو پہنچے آرام نہ لے — اپنا حصہ لے اور قدم آگے رکھ

معراج بلا مکان عرفاں

لامکانِ عرفاں کی سیڑھی

اے سدرہ نشین عرش پیمائے — جائے تو بروں شدہ است از جائے
اے سدرہ نشین (سدرۃ المنتہیٰ پر بیٹھنے والے) اور اے عرش پیما — تیرا مرتبہ جگہ سے بالاتر ہے

ایں کہنہ رباط را رہا کن — ہنگام دِرَو شدہ دعا کن
اس پرانے مسافر خانے کو چھوڑ — کھیت کاٹنے کا وقت ہو گیا، دعا کر

زیں چار گہر کہ یک مزاج است — در عالمِ رنگ و بو رواج است
یہ چار عنصر (گہر: موتی) جو ایک مزاج ہیں — اس عالم رنگ و بو (دنیا) میں رائج ہیں

بر عاشقِ آں جہانِ یک رنگ — صحرائے فراخ ایں جہاں تنگ
اُس جہانِ یک رنگ (جہانِ آخرت) کے عاشق پر — اس جہان (دنیا) کا وسیع جنگل تنگ ہے

ایوانِ فلک نہ پایۂ تست — نُہ چرخ بزیر سایۂ تست
فلک کا محل تیرے مرتبہ کا نہیں ہے — تو (نو) آسمان تیرے زیر سایہ ہیں

ہیہات کہ قدر خود ندانی — بر روئے زمیں چہ آسمانی
افسوس تو اپنی قدر روئے زمیں پر نہیں جانتا ہے — کس قدر بلند ہے تو

پیری و ہنوز طفل ہوشی — افسوس کنی اگر نکوشی
تو بوڑھا ہو گیا اور ابتک لڑکوں جیسی عقل رکھتا ہے — اگر کوشش نہ کرے گا تو افسوس کریگا

برنا و قوی و چست پائی — از مہد زمیں بروں نیائی
جوانمرد، قوی اور تیز قدم ہے تو — زمیں کے بستر سے باہر نہیں آتا ہے

ن بردار بقصدِ بیشتر گام۔

گہ تیغ کشی و گہ کماں را — انداختہ گیر پہلواں را
کبھی تو تلوار چلاتا ہے اور کبھی کماں — تو پہلوان کو پچھاڑنے والا ہے

خصم تو چو پہلواں نشستہ — تو گردنِ پہلواں شکستہ
تیرا دشمن پہلوان کی طرح بیٹھا ہے — تو نے پہلوان کی گردن توڑ دی ہے

در پہلوے تست خصم پنہاں — تو کردہ تنِ حریف بے جاں
تیرے پہلو میں دشمن چھپا ہے — تو نے دشمن کا جسم بے جان کر دیا ہے

از زور بر آر سر بزاری — باشد کہ سرش بپا در آری
اگر نالہ و زاری میں زور دکھائے تو سر اٹھائے — تو ممکن ہے کہ اس کے سر کو کچل دے

تا پنجہ بحق قوی نگردد — از زورِ تو ایں غوی نگردد
جب تک تیرا رشتہ (پنجہ) خدا کے ساتھ قوی نہ ہو جائے گا — تیری طاقت سے یہ گمراہ (غوی) نہ بھاگے گا

خاصیت کیمیاے احساں

کیمیائے احساں کی خاصیت

باہر کہ کنی بدل مدارا — چوں موم شود ز سنگ خارا
جس کی دل سے تو خاطر کرے گا — وہ موم کی طرح ہو جائے گا سخت پتھر سے

یک لطف اگر کنی باحساں — صد بندہ ترا شود بفرماں
اگر احسان سے ایک مہربانی تو کرے گا — تو سو بندے (غلام) تیرے حکم پر چلیں گے

گر لقمہ نہی بحلقِ دشمن — شمشیر ترا نہد بگردن
اگر دشمن کے حلق میں تو ایک لقمہ رکھے گا — تو تیری تلوار، اپنی گردن پر رکھے گا

پیشانیٔ پیل اگر بخاری — بر گردنِ او کنی سواری
ہاتھی کی پیشانی اگر تو کھجلائے گا (یعنی آنکس لگائے گا) — تو اس کی گردن پر تو سواری کرے گا

گر پنجہ بہ پشتِ شیر مالی — پیشِ تو کند بجاں شغالی
اگر شیر کی پیٹھ میں تو پنجہ گاڑ دے گا — تو تیری وہ دل سے (لومڑی کی طرح) خوشامد کرے گا

ویں نفسِ خسیسِ تو ز کفراں — گردن کشد از کمندِ احساں
اور تیرا یہ کمینہ نفس، نافرمانی کی وجہ سے — احسان کی کمند سے گردن کشی (اعراض) کرتا ہے

سر باز زند چو سر بر آری — آں بہ کہ بطاعتش گذاری
پھر وہ گردن مارے گا جب تو سر اٹھائے گا — یہی بہتر ہے کہ اس کو اطاعت میں لگائے رکھ

تسبیح و نماز و ذکر و اخلاص

اخلاص گزیں نیاز پیش آر — تسبیح ہزار دانہ بگذار
خلوص اختیار کر، اظہارِ محبت سے پیش آ — ہزار دانے کی تسبیح (ہزارہ) چھوڑ دے

گنج طلسم (مثنوی) از شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ولی

مرتبہ و مترجمہ ایم حفیظ سید

پشمینہ کلہ نمد بسر نہ
اونی کپڑا (موٹا کپڑا) پہن نمدے کی ٹوپی سر پر رکھ
دستار گراں سنگ ز سر نہ
گراں قیمت (اونچی) پگڑی سر سے اتار

آرائش ریش و شانہ کردن
داڑھی کی آرائش اور کنگھا کرنا
سنت نبود بہانہ کردن
سنت نہیں ہے، بہانہ (حیلہ) ہے

در دیدہ بہ سرمہ میل کردی
آنکھ (دیدہ) میں سرمے کی سلائی کی تو نے
از گریہ چرا نہ نیل کردی
گریہ و زاری سے کیوں نیلی نہیں کی

از دیدن ہرچہ کبر زاید
جس چیز کے دیکھنے سے گھمنڈ پیدا ہوتا ہے
آں بہ کہ بچشم تو نیاید
اچھا ہے کہ وہ تیری آنکھ میں نہ آئے

کوتاہ امل و دراز غم باش
کوتہ امید، دراز غم (بہت غمگین) رہ
تا راز نہاں ترا شود فاش
تاکہ پوشیدہ بھید تجھ پر فاش ہو جائے

در گوشہ اگر تو خود نشینی
گوشے میں اگر تو تنہا بیٹھے
انوار خدا درو ببینی
تو خدا کے انوار اس میں تو دیکھے

بیت المعمور خلوت خاص

خلوت چہ بود ز خویش رستن
خلوت کیا ہے؟ خودی سے نجات پانا (اپنے سے چھوٹنا)
نے حجرہ بروے خلق بستن
نہ حجرہ (عبادت کی کوٹھری) لوگوں پر بند کرنا

فارغ دل و سادہ لوح بودن
بے فکر اور سیدھا سادا بھولا بھالا ہونا
زنگ دل خویشتن زدودن
اپنے دل کا زنگ (میل) چھڑانا

از ہستی خود کنارہ کردن
اپنی ہستی (وجود: زندگی) سے علیحدہ ہونا
در عالم جاں نظارہ کردن
عالم روح (جان) میں نظر کرنا

چوں در دل تو گذر کند غیر
جب تیرے دل میں غیر (ماسوا اللہ) گذر کرے
آں حجرہ شود بمنزل دیر
تو وہ حجرہ دیر (بتخانے) کی جگہ پر ہے

گر ہست ترا ورائے آں کار
اگر تجھے اس کے سوا (خدا کے سوا) کوئی کام ہے
شد سینۂ تو دکان و بازار
تو تیرا سینہ دکان اور بازار ہے

اے چلہ نشیں کماں نگشتی
اے چلہ میں بیٹھنے والے زاہد کماں نہ ہوگیا تو
تیرے نزدی نشاں نگشتی
کوئی تیر تو نے نہیں مارا نشانہ ہوگیا تو

پیکان غمش بدل نخوردی
تو نے اس کے غم کا تیر دل میں نہیں کھایا
در گور شدی و لے نمردی
قبر میں ہوگیا (مرگیا) اور لیکن نہیں مرا تو (حقیقت میں مردہ، بظاہر زندہ)

بیروں نشدی ز خود نمائی
تو خود نمائی (ریاکاری) سے باہر نہیں ہوا (یعنی تو نے ریاکاری نہیں چھوڑی)
چوں در صف عاشقاں درآئی
جب تو عاشقوں کی صف میں داخل ہوا

زاں پیش کہ سے بے نوا بمیری — از گوشہ بیا بہ توشہ گیری
اس سے پہلے کہ تو بے کسی کی موت مرے — گوشے سے توشہ گیری (سامان آخرت) میں آ

خورشید عاشقاں تمامی

تمامی عاشقوں کی چمک

زادِ رہِ عاشقاں غم اوست — یک روئی و یکدلی و یک دوست
اس کا غم عاشقوں کا زاد راہ ہے — یکجہتی، یک دلی اور یک دوستی ہے
انداختہ بارِ خاطر از دوش — جز یاد خدا ہمہ فراموش
دوش (کاندھا) سے بار خاطر پھینک کر — خدا کی یاد کے سوا سب بھول جا
از خوانِ ابیتُ سیر گشتہ[1] — بے گرسنگی دلیر گشتہ[1]
ابیتُ (انکار کیا میں نے) کے خوان سے سیر ہو کر — بھوک پر دلیر ہو کر
ز آغاز وجود تا بانجام — دیدند جہاں دانہ و دام
ابتدائے آفرینش سے آخر تک — دنیا دانہ و دام (دانہ جال) معلوم ہوتی ہے
یک روز بود جہانِ فانی — در جنبِ جہانِ جاودانی
ایک روز یہ جہانِ فانی (دنیا) — جہانِ جاودانی (آخرت) کے پہلو میں ہوگا
روشن شدہ از نگاہِ ایں قوم — آں نیز پے صلوٰۃ یا صوم[2]
اس قوم (اہل اسلام) کی حفاظت سے روشن ہو گیا — وہ بھی نماز یا روزے کی وجہ سے

ن گشتی
ن گشتی
ن صوم

سرمایۂ فیض اسم سامی

اسم سامی کا سرمایۂ فیض

نعمت کہ بود یکے از ایشاں — مجموع نشستہ و پریشاں
نعمت جو کہ ان میں سے ایک ہے — مطمئن بیٹھا ہے اور پریشان
بسیار جفائے چرخ دیدہ — در گردشِ خود کم آرمیدہ
آسمان کی جفائیں بہت دیکھی ہیں — اپنی گردش (چکر چلنا پھرنا) میں کم آرام کیا ہے
لب بستہ و دیدہ ہا کشادہ — از حیرتِ خود خبر نہ دادہ
لب بستہ ہیں اور آنکھیں کھلی ہوئی — اپنی حیرت (تحیر) کی اسے خبر نہیں ہے
امروز مگر زیادہ شد مست — کایں رازِ نہاد بر کفِ دست
آج شاید زیادہ مست ہو گیا ہے — کہ اس بھید کو اس نے ظاہر کر دیا
اے خامۂ نقشبند[3] پرکار — اے پیکرِ دل نشیں نگہدار
اے نقاش اور اپنے کام میں ہوشیار قلم — اے دل نشیں صورت، خیال رکھ

نقشبند

از صورت ایں خیال بگذر — تا بگذرد ایں خیالت از سر
اس خیال کی صورت سے گزر جا — تاکہ تیرا یہ خیال سر سے نکل جائے
در پردہ کشائے نقش ایں راہ — تا آگاہ شود ازو دل آگاہ
اس راستہ کے نقشوں کو در پردہ فاش کر — تاکہ اس سے دل آگاہ (بیدار مغز) خبردار ہو جائے
راہ دگر است ایں گدا را — ذوقیست سماع آشنا را
اس فقیر کی راہ دوسری ہے — عارف (آشنا) کے سنانے کا ذوق ہے
طرز دگر است ایں سخن را — راز تو نشاید انجمن را
اس بات کا دوسرا طرز ہے — تیرا راز مجلس (انجمن) کے لائق نہیں ہے
بکشائے نفس کہ مے بسوزی — صحرائے وجود وے بسوزی
سانس کھینچ کہ جلا دے — اس کے وجود کے جنگل کو جلا دے
اے خامہ پختہ سوز قاصی — کز آتش دل زباں تمامی
اے پختہ سوز (جلن میں پختہ) قلم، تو خام ہے — کہ تیری زبان سرتا سر (بالکل) آتش دل ہے
گرد آر زبان و لب فرو بند — پروانۂ عشق و مشعلے چند
زبان کو قابو میں رکھ اور لب بند کر — عشق کا ایک پروانہ اور کچھ شمعیں
مشکیں نفسے بر آر از سر — گر خون دل است نافۂ تر
مشک آلودہ سانس سر سے نکال — اگر نافۂ تر، دل کا خون ہے
برگو سخنے کہ گفتن ارزد — تا فہم سخن دراں بلرزد
بات کہہ، کہ کہنا ہی مناسب ہے — تاکہ سخنوروں کی عقل کانپ اٹھے

فیروزئ طالع خدا داد

خدا داد تعیبے کی کامیابی

اقبال کسے کہ رہنموں شد — زیں منزل آتشیں بروں شد
جس کا اقبال رہ نما ہوا — اس آتشیں منزل سے باہر ہوا
بربست کمر کشاد دل را — بر خاک نہاد آب و گل را
اس نے کمر باندھی اور دل کھولا — زمین پر مٹی اور پانی (جسم) کو رکھ دیا
بگذاشت ہوا چو باد و بگذشت — شد کوہ بزیر پائے او پست
اپنی خواہش ہوا کی طرح چھوڑ دی اور گزر گیا — پہاڑ (کوہ) اس کے پاؤں تلے پست ہو گیا
صحرائے فراغ* دید در پیش — دل تنگ نشد ز غربت خویش
اطمینان کا جنگل سامنے دیکھا — اپنی مسافرت سے دل تنگ نہ ہوا
رازے کہ ز مرداں شنیدہ — تا چشم نہد بدیدہ دیدہ
جو راز کہ اس نے لوگوں سے سنے — پلک جھپکنے میں دیکھ لئے

*فراغ

بنیادِ مقام نزہت آباد

نزہت آباد مقام کی بنیاد

آنجاست ہر آنچہ وردِ دل آید — بے آرزوئے تو رُخ نماید
اس جگہ ہے جو دل میں آتا ہے — بغیر تیری خواہش کے ظاہر ہوتا ہے

ز آنجا چو بپائے دل بر آید — در گلشن بے نشاں در آید
اس جگہ سے جب دل کے پیر سے باہر آتا ہے — تو بے نشان باغ میں داخل ہوتا ہے

اے کاش کہ آرمیدے آنجا — تا من گل خود بچیدے آنجا
کاش وہ اُس جگہ آرام کرتا — تاکہ میں اپنا پھول اس جگہ چنتا

سرگرمیٔ جام ہوش پرواز

ہوش پرواز جام کی سرگرمی

اے مست سخن زباں نگہدار — داماں ز کجا و جیب و دستار
اے مست سخن، زبان محفوظ رکھ — دامن اور گریباں اور پگڑی کہاں

بیہوشی و مستی و خرابی — کز ہستیٔ او نشاں نیابی
بے ہوش اور مست و خراب ہے تو — کہ اس کی ہستی کا پتہ تو نے نہ پایا

گر باز بسوئے ہوش آرند — از بادہ بنائے و نوش آرند
اگر دوبارہ ہوش میں لائیں — شراب سے نائے اور نوش کی طرف لائیں

تا چنگ زند بہ بزم رنداں — بیروں شدہ از جفائے زنداں
جب تک رندوں کی محفل میں چنگ بجے — قید خانے کی تکلیف سے نجات رہے

آں را کہ دہد نوائے او گوش — خود را کند از ہوا فراموش
جس کو اس کی آواز سنائی دے — وہ اپنی خواہش فراموش کردے

در جام کسے کہ بادہ ریزد — تا روزِ قیام بر نخیزد
جس کے پیالے میں شراب انڈیلی جائے — وہ قیامت تک نہ اٹھے

با ہر کہ نگہ کند بمستی — بیروں کندش ز خود پرستی
جس کی طرف وہ مستی سے دیکھ لے — اسے خودی (خودپرستی) سے باہر کردے

دورانِ شراب ساقیٔ راز

ساقی راز کی شراب کا دور

ساقی نظرے کہ بیقرارم — از چشم تو چشم بادہ دارم
ساقی ایک نظر، میں بیقرار ہوں — تیری چشم کرم سے شراب کی امید رکھتا ہوں

آں مے کہ بکام دل گوارد — خورشید بمردمک در آرد
وہ شراب جو دلی مقصد کے لائق ہو — خورشید کو آنکھ کی پتلی میں داخل کردے
گر تنگ کند لباس ہستی — ہوش دگر آورد بمستی
لباس ہستی کو اگر تنگ کردے — مستی میں دوسرا ہوش لے آوے
گر سرخی او بدیدہ بیند — یاقوت بخون دل نشیند
اگر اس کی سرخی آنکھ دیکھ لے — تو یاقوت، خون دل میں بیٹھ جائے

قطب ثقلین و قطب دوراں

دوران فلک کہ تیز گرد است — سرگشتۂ خاک پائے مرد است
آسمان کی گردش جو کہ تیزی سے پھرنے والی ہے — وہ انسان کے پاؤں تلے کی مٹی میں پریشان ہے
ایوان فلک کہ تابناک است — از پرتو نور جان پاک است
آسمان کا محل جو کہ چمکدار ہے — وہ جان پاک کے نور کا پرتو ہے
خورشید کہ روشنی نماید — از بینش او نظر کشاید
سورج جو روشنی دیتا ہے — اس کی بینائی سے آنکھ کھولتا ہے
ایں ہفت کواکب جہاں تاب — از پنج حواس او نظر یاب
دنیا کو روشن کرنے والے یہ سات تارے — اس کے حواس خمسہ سے فیض یاب ہیں
ہر نیک و بدے کہ درمیان است — بر حکمت حکم او روان است
ہر اچھا اور برا، جو موجود ہے — اس کے حکم کی حکمت پر جاری ہے
اندر نظرش بلند یا پست — چوں دانۂ خردل است بر دست
اس کی نظر میں بلندی یا پستی — ہاتھ پر رائی کے دانے کی طرح ہے
روشن نکنم دگر نشانش — گویم سخنی ز تابعانش
اس کا دوسرا پتہ میں نہ ظاہر کروں گا — اس کے ماننے والوں سے ایک بات کہتا ہوں

آوازۂ نام نیکمردان

نیک مردوں کے نام کی شہرت

آں قطب وجود و غوث ارشاد — دارد دو امام و چار اوتاد
وہ ہستی کے قطب اور ہدایت کے غوث — دو امام اور چار اوتاد رکھتے ہیں
او شاہ زمان و ایں دو دستور — زاں چار چہار رکن معمور
وہ شاہ زماں ہیں اور یہ دو وزیر — ان چاروں سے چار رکن آباد ہیں
شش تن ز نجیب آں ہنرفدار — بر شش جہت جہاں طرفدار
چھ تن، اس کی شرافت سے مشرف ہیں — جو دنیا کی چھ سمتوں پر حاکم ہیں

[1] ...... مثلِ اختر   گشتند امیرِ ہفت کشور
پھر ہفت نجیب تارے کی طرح   ہفت کشور کے سردار ہیں
افراد بسیزدہ رسیدہ   زاں سہ صد و شصت برگزیدہ
افراد تیرہ[13] تک پہنچ گئے   ان سے تین سو ساٹھ[360] بزرگ ہیں
آید ازاں چہل شدہ است معلوم   پس چار ہزار گشتہ مکتوم
چالیس[40] ابدال معلوم ہوئے ہیں   پھر چار ہزار پوشیدہ ہیں
مجمل شدہ است جمع ایشاں   تفصیل گوئم شود[ن] پریشاں
ان کا مجموعہ مجمل بیان ہوا ہے   مفصل بیان کردوں تو پریشان ہوگا

ن ستود

فیضِ مرداں ہفت اقلیم

تمام دنیا کے بزرگوں کا فیض

مارا بوجودِ شاں قوام است   فیض ہمہ در جہاں مدام است
ان کی ہستی سے ہمارا قوام[2] ہے   ان سب کا فیض دنیا میں ہمیشہ ہے
نومید مشو ز دیدنِ شاں   ہستند چو آشکار و پنہاں
ان کی ملاقات (دید) سے نا امید نہ ہو   وہ ظاہر اور پوشیدہ ہیں
ہر روز بمردماں نشینند   ایں بے بصراں درو نہ بینند
روزانہ لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں   یہ بے بصر (اندھے) انھیں نہیں دیکھتے
در خواب و خور اند مثلِ ایشاں   گہ یار شوند و گاہ خویشاں
سونے اور کھانے پینے میں انھیں کی طرح ہیں   کبھی دوست ہو جاتے ہیں اور کبھی اپنے

تند

ند کر لیتے ہیں

س گیرند

اپنی صورت پر اندازہ کرتے ہیں   گھر بھی اور لباس بھی اختیار کرتے ہیں
از بسکہ رحیم و بردبار اند   زحمت ببرند و رحمت آرند
بہت ہی رحیم اور متحمل مزاج ہیں   زحمت اٹھاتے ہیں اور رحمت لاتے ہیں
ایں قوم خدا شناس حق جوے   با خار جہان و دہر گل روے
یہ خدا شناس اور حق جو قوم   زمانے کے تنوں اور کانٹوں میں پھول ہیں

[1] یہ حصہ پھٹا ہوا ہے قیاس ہوتا ہے کہ "پس ہفت نجیب" ہوگا (ناسخ)
[2] قوام = وہ شئے جس پر کسی چیز کا قیام ہو۔

کشتی شکن و درست کار اند | چون خضر تمام ہوش دارند
کشتی توڑنے والے اور کاموں کو درست کرنیوالے ہیں | حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہوشمند ہیں
در ہر چہ صلاحِ کار بینندؔ | در کردنش اختیار دارند
جس چیز میں کام کی درستی (صلاح) دیکھتے ہیں | اس کے کرنے میں خود مختار ہیں

ؔ دانند

فرمانِ ملوکِ ملکِ تسلیم

ملک تسلیم کے بادشاہوں کا حکم

باشند دریں گروہ دیگر | فرمانِ قضا نہادہ بر سر
اس گروہ میں دوسرے بھی رہتے ہیں | جو خدا کا حکم اپنے سر پر رکھے ہوئے ہیں
در کارِ خدا ز خلق رستہ | دل را بمرادِ دوست بستہ
جو کارِ خدا میں مخلوق سے علیحدہ رہ کر | دوست کے مقصد میں دل لگائے ہوئے ہیں
چشم و لب و دل بہم نہادہ | از دست عنانِ خویش دادہ
آنکھ اور ہونٹ اور دل اکٹھا رکھے ہوئے اور | ہاتھ سے اپنی لگام دیئے ہوئے ہیں

ہشیاریٔ وا لہائے شیدا

عاشق شیفتہ کی ہشیاری

ہستند گروہے از مجانین | بیروں ز رسوم و از قوانین
مجنونوں کا ایک گروہ ہے | جو رسوم و قوانین (پابندیوں) سے باہر ہے
مجنون منشانِ عاقل آموز | عارف صفتانِ عافیت سوز
مجنون طبیعت والے عقلمند کو سکھانے والے | عارف جیسی صفات والے آرام و عافیت کو جلانے والے
گہ روے برہنہ گاہ رخ پوش | افگندہ ردائے ہستی از دوش
کبھی ننگے منہ کبھی منہ چھپائے | کاندھے سے ہستی کی چادر پھینکے ہوئے
دیوانہ و ہشیار باشند | بیکار نما بکار باشند
دیوانہ اور ہوشیار ہوتے ہیں | بیکار معلوم ہوتے ہیں، کام میں لگے رہتے ہیں

شیدائے محوِ ذاتِ والا

ذات والا کا فریفتہ اور شیدا

جمعے کہ محو ذات اند | بیروں ز حسابِ کائنات اند
جو جماعت، ذات خدا کی شیفتہ ہے | وہ کائنات کے حساب سے باہر ہیں
پس کردہ صفات و پیش دیدہ | در حیرتِ ذات آرمیدہ
بعد میں صفات بیان کئے ہوئے ہوتے ہیں اور پہلے سے دیکھے ہوئے ہیں | تحیرِ ذات باری تعالیٰ میں آرام کئے ہوئے ہیں ڈوبے ہوئے ہیں۔

وصف کرم وکرامت قطب

کرم کی تعریف اور قطب کی کرامت

آں قطب کریم باکرامت — و آں نکتۂ خطِ استقامت
وہ قطب کریم اپنی کرامت کے ساتھ — اور وہ خط استقامت کا نکتہ ہے
بستہ کمر و دروں کشادہ — سر در قدم نبی نہادہ
کمر بستہ اور دل کشادہ — نبی کے پیروں پر سر رکھے ہوئے
چوں لعبتِ پردۂ خیالی — پُر گشتہ دریں جہان خالی
جیسے پردہ خیالی کا کھلونا (گڈیا) — اس جہاں خالی میں بھرا ہوا
بر دائرہ وجود گرداں — در صورتِ جسم پیکر جاں
دائرہ وجود پر گھومنے والا — جسم کی صورت میں، روح کی شکل
زو آب رسد بگلشن دہر — اینہا ہمہ جدول اند و او بحر
اسی سے دنیا کے باغ کی، آبیاری ہوتی ہے — یہ سب چھوٹی نہریں ہیں اور وہ سمندر ہے
ہر رود کشیدہا در خور خویش — آبے کہ درو صفا کم و بیش
ہر نہر اپنے مناسب کھدی ہوئی ہے — جو پانی اس میں ہے اس میں کم وبیش صفائی ہے
لب تر نکند بہ بحر ماند — تا آب بہ تشنگاں رساند
اپنا لب تر نہیں کرتا ہے سمندر کے مشابہ ہے — تاکہ پیاسوں کو پانی پہنچاتا ہے
ہر خار و گلے کہ در عیان است — زاں آب بروے او نشان است
ہر کانٹا اور پھول جو سامنے ہے — اس پانی کا اس کے چہرے پر نشان ہے

شرح برکات وصحبت قطب

اے خار زباں بگل مکن تیز — آب رخ خود بخاک آمیز
اے خار، گل پر زباں تیز نہ کر — اپنے چہرے کی رونق کو خاک میں ملا دے
رخسارۂ خود بگل میالائے — ز اندازۂ خود برون منہ پائے
اپنا رخسارہ مٹی میں نہ لتھیڑ — اپنے اندازے سے قدم باہر نہ رکھ
در سایۂ او نشیں کہ نور است — از روے تو راہِ آب دور است
اس کے سایہ میں بیٹھ جو نور ہے — تیرے چہرے سے پانی کا راستہ دور ہے
گل چہرۂ آتشیں فروزد — در آتش غیرتت بسوزد
پھول، گلنار چہرے کو روشن کرتا ہے — غیرت کی آگ میں تجھے جلا دیتا ہے
در چہرۂ خود چو گل نمائی — در دیدۂ بلبلاں بیائی
اگر تو اپنا چہرہ پھول کی طرح دکھلا دے — تو چاہیے کہ بلبلوں کی نظر میں آئے

لہ بیروں

اے نور دو دیدہ تیز بیں شو
اے دل! آنکھوں کے نور تیز بیں ہوجا
بگذر ز گمان و در یقیں شو
گمان سے درگذر اور یقین میں ہوجا

چوں نور دلت پدید آید
جب تیرے دل کا نور ظاہر ہوجائے گا
رخسارۂ یار گل نماید
تو رخسارۂ یار گل معلوم ہوگا

در صحبت او نشیں و برخیز
اس کی صحبت میں بیٹھ اور اٹھ
وز دیدۂ خویشتن بپرہیز
اور خویشتن بینی سے پرہیز کر

تا پرتو او بدل در آید
تاکہ اس کا پرتو دل میں داخل ہوجائے
در دیدہ چو مردمک نماید
آنکھ میں پتلی کی طرح معلوم ہو

چوں رفت غبار چشمت از پیش
جب تیری آنکھ کا غبار (میل) سامنے سے چلا گیا
خورشید شوی بدیدۂ خویش
تو اپنی نظر میں تو سورج ہوجائیگا

ترسم غلطے دگر در آید
مجھے ڈر ہے کہ دوسری غلطی نہ ہوجائے
از چشم تو روشنی رباید
جو تیری آنکھ سے روشنی لے جائے

خورشید حضور قطب عالم

قطب عالم کی حضوری کا سورج

در غیبت اگر حضور یابی
غیبت (خلوت) میں اگر تجھے حضور حاصل ہوجائے
سر تا قدمت بنور تابی
سر سے پاؤں تک تو نور سے چمکنے لگے

ایں نور تو نیست پرتو اوست
یہ تیرا نور نہیں ہے اس کا پرتو ہے
بکشائے نظر ز مغز تا پوست
تو نظر کھول (غور کر) مغز سے پوست تک

روشن نظرے کہ کج نہ بیند
روشن نظر جو کج نہ دیکھتا ہو
در صحبت راستاں نشیند
سچوں کی صحبت میں بیٹھے

در سایۂ شاں چو خاک باشی
ان کے سایہ میں تو خاک کی طرح ہوجائیگا
خورشید شوی بنور پاشی
تو نور پاشی میں خورشید ہوجائیگا

آئینۂ صدق ... آدم

جز راستی و درست کاری
سوائے سچائی اور درست کاری کے
یارت نبود براہ باری
کوئی تیرا یار نہ ہوگا خدا کے راستے میں

گر چشم تو راستی نماید
اگر تیری آنکھ راستی دکھلائے
از عقدۂ دل گرہ کشاید
تو دل کی گتھی سے گرہ کھل جائے

چوں کار دلت درست گردد
جب تیرے دل کا کام درست ہوجائیگا
ہر سختیٔ کار سست گردد
تو ہر کام کی سختی سست (آسان) ہوجائیگی

و ز صحبت مفسداں نخیزی — بے قید بصلح کل گریزی
مفسدوں کی صحبت سے تو نہیں اٹھتا ہے — بے قید رہ کر "صلح کل" کی طرف بھاگتا ہے

جنگ تو بدین حق پرستاں — صلحت بہ شراب خوار و مستان
تیری لڑائی حق پرستوں کے دین سے ہے — تیری صلح شرابیوں اور مستوں سے ہے

آہنگ کنی براہ و بے راہ — بے خویش شوی بنالہ و آہ
راہ بے راہ تو قصد کرتا ہے — تو نالہ و آہ میں مدہوش ہو جاتا ہے

از خندہ بگریہا در آئی — تا ذوق سماع خود نمائی
ہنستے ہنستے تو رونے لگتا ہے — تاکہ تو اپنا ذوق سماع دکھلائے

گہ آہ کناں برآوری دست — بیہوش شوی چو صوفی مست
کبھی آہ کرتے ہوئے تو دعا کرتا ہے — مست صوفی کی طرح بیہوش ہو جاتا ہے

بے قید نباشی اے ہوائی — کز بند دردل بیروں نیائی
تو آزاد نہیں ہے اے خواہش کے بندے — کیونکہ دل کی قید سے تو باہر نہیں آتا ہے (آزاد)

دیدی کہ تمام حالت اینست — ناقص نظرا کمالت اینست
تو نے دیکھ لیا، تیرا پورا پورا مکمل حال یہ ہے — اے ناقص نظر تیرا کمال یہ ہے

صفوت کدۂ درونِ مستاں

مستوں کے دل کا صفوت کدہ

آں راکہ ملامتیہ گویند — آں یک جہتان سرخ روئید
جن کو ملامتیہ کہتے ہیں — وہ یک جہت اور کامیاب ہیں

در آئینہ بیں بچشم صورت — زیں روے صفا وزاں کدورت
آئینہ میں چشم صورت سے دیکھ — اس صاف چہرے اور اس کدورت کو

روشن رویش بچشم مردم — در گردشِ دیدہ راہ شاں گم
لوگوں کی نظروں میں وہ روشن چہرہ ہیں — آنکھ کی گردش میں ان کا راستہ گم ہے

در پردہ خیالہا نمایند — از صورتِ خود بروں نیایند
در پردہ خیالات ظاہر کرتے ہیں — اپنی صورت سے باہر نہیں آتے

در بازئ دیدہ بے نظیر اند — از حقۂ چرخ مہرہ گیرند
دیدہ بازی میں بے نظیر ہیں — آسمان سے تریاق حاصل کرتے ہیں (تارے توڑ لاتے ہیں)

نیکو نظران بدنما کار — در دیدۂ عارفاں سزاوار
نیک نظر اور بد نما کار ہیں — عارفوں کی نظر میں لائق ہیں

در باطنِ کارشاں عزیمت — بر ظاہر شاں مباح نیت
باطن میں ان کے کام خدا کے لئے ہیں — ظاہر میں ان کی نیت مباح ہے

ن روشن

تا چشم بروے خلق دارند — در دیدۂ ہمہ ملامت آرند
مخلوق سے امید اس لیے رکھتے ہیں — تاکہ سب کی نظروں میں ملامت حاصل کریں
گر دیدۂ مردان نہ بینند — در حلقۂ صوفیان نشینند
اگر لوگوں سے امید نہ رکھیں (کی نظر میں نہ دکھیں) — تو صوفیوں کے حلقہ میں بیٹھیں (شمار ہوں)

بیت اللہ مجمع کرامات

این قوم بپاے وقت قائم — نشستہ دمے ز لوم لائم
یہ قوم وقت کے قیام (ہمیشہ) سے قائم ہے — ملامت کرنیوالے کی ملامت سے ایک دم بھی خالی نہیں
در خلوت و انجمن بیک حال — از دیدۂ خلق فارغ البال
خلوت اور جلوت میں ایک حالت میں ہے — مخلوق کی نظر سے فارغ البال (پوشیدہ) ہے
گہ بر رخ کائنات بینند — در آئینۂ صفات بینند
کبھی انھیں مخلوقات میں دیکھتے ہیں — صفات کے آئینہ میں دیکھتے ہیں
خورشید و شعاع و ذرہ ہر سہ — یک چیز بود بدیدہ درست
سورج، شعاع اور ذرہ یہ تینوں — دیدہ ور کی نظر میں تینوں ایک ہیں
ہر مرتبہ را نگاہ دارند — یک تا ہزار می شمارند
ہر مرتبے (درجہ) پہ نگاہ رکھتے ہیں — ایک سے ہزار تک گنتے ہیں
ہر ذرہ نمود روے خورشید — خورشید بذرہ ہست جاوید
ہر ذرہ نے خورشید کا چہرہ دکھایا — خورشید، ذرہ ہی سے زندہ جاوید ہے
آن نور قدیم لایزال است — از خلق نہ نقص و نہ کمال است
وہ قدیمی نور لایزال ہے — مخلوق سے نہ اسے نقصان ہے اور نہ کمال
شد ہستیٔ ما بہ او نمودہ — او ہست چنانکہ ہست و بودہ
ہماری ہستی، اسی سے ظاہر ہوئی — وہ ہے جیسا کہ ہے اور تھا اور رہے گا

بسم اللہ نامۂ مناجات

نامۂ مناجات کی ابتدا

اے ذات تو بے جہات پیدا — بر نور تو کائنات شیدا
اے خدا تیری ذات بے جہات ہے — تیرے نور پر کائنات (مخلوق) شیفتہ ہے
خود را بزبان ما ستودی — ما را بشناس رہ نمودی
ہماری زبان سے اپنی تعریف خوانی تونے — ہمیں عقل (شناس) سے تونے راستہ دکھایا
نے روے ستائش تو داریم — از تست ہر آنچہ بر تو آریم
تیری تعریف کرنے کا منہ ہم نہیں رکھتے — تجھی سے ہے جو کچھ تیری تعریف میں کہتے ہیں

از قوت[1] تست طاعت ما　　سرمایۂ تو بضاعت ما
تیری ہی قوت سے ہماری اطاعت (ظہور میں آتی) ہے　　تیری ہی پونجی ہمارا سرمایہ ہے
چشم و سر و روے از تو داریم　　زاں روے بسجدہ می گذاریم
آنکھ، سر، چہرہ (صورت) تجھی سے پائے ہیں　　اسی چہرے سے ہم تیرا سجدہ کرتے ہیں
مارا تو بہ لطف برگزیدی　　از بہر عبادت آفریدی
ہمیں اپنی مہربانی سے برگزیدہ کیا تو نے　　عبادت کے لئے تو نے پیدا کیا
چوں قوۃ و فعل از تو یابیم　　از کار تو سر چگونہ تابیم
جب قوۃ و فعل تجھی سے پاتے ہیں ہم　　تو ہم تیرے کام سے کس طرح سرتابی کریں گے

حصار گنج سلامت

نعمت بدل شکستہ کن یاد　　بر بند زبان و دیدہ بگشائے
اے نعمت، دل شکستہ سے یاد کیا کر　　زبان بند کر اور آنکھ کھول
چوں نافع و ضار در جہاں اوست　　چشم تو بمردماں نہ نیکوست
جب فائدہ اور نقصان پہنچانے والا دنیا میں وہی ہے　　تو لوگوں سے تیری امید اچھی نہیں ہے
ہر سود و زیاں کہ پیشت آید　　منسوب بہ دیگراں نشاید
ہر نفع و نقصان جو تجھے پیش آئے　　دوسروں کی طرف نسبت کرنا نہیں چاہیے
چوں نیست کسے دگر میانہ　　او باشد و اینہمہ بہانہ
جب کوئی دوسرا درمیان میں نہیں ہے　　تو وہی ہے اور یہ سب بہانہ ہے
لا نافع خواندۂ و لا ضار　　خود را بکن و مکن میازار
"لا نافع" اور "لا ضار" تو نے پڑھا ہے　　اپنے کو لیس و پیش (کن مکن) سے مت آزار دے
کارے کہ کنی برائے او کن　　خوشنودی خود رضائے او کن
جو کام تو کرے اس کے لئے کر　　اس کی رضا اپنی خوشنودی سمجھ
بیروں نہ نہی بدانش و رائے　　از دائرۂ حقیقتش پائے
عقل و سمجھ سے　　اس کے دائرۂ حقیقت سے باہر پاؤں نہ رکھ
ظاہر نکنی اگر توانی　　اسرار حقیقتش تو دانی
اگر تجھ سے ہو سکے تو ظاہر کرے　　اس کے اسرار حقیقت تو جانتا ہے

محراب دعائے استقامت

آں را کہ بہ رہ روی مقیم است　　ایں راہ صراط مستقیم است
جو کہ رہ روی (راستہ چلنے) میں قائم (پختہ) ہے　　یہ راستہ صراط مستقیم ہے

---

[1] قوۃ:- کسی کام کے کرنے کی قوت　اور　فعل := عمل

خطے است براستی کشیده — از خاک بآسمان رسیده
ایک خط سیدھا کھینچا ہوا ہے — زمین سے آسمان تک پہنچا ہوا ہے

روشن نظرے رود رسن تاز — تیره نظرے شود سرانداز
روشن نظر رسی پھینکتا ہوا چلا جاتا ہے — تاریک نظر سر کے بل گر پڑتا ہے

زیں راست کسے کہ کج نہد پائے — در منزل ملحداں کند جائے
جو شخص اس ٹھیک راستہ سے اپنا پیر ٹیڑھا رکھے — ملحدوں کی منزل میں اس کی جگہ ہے

در پائے نہ دیده سر بر آور — ترسم کہ سرش بدار خارد
اور جو بغیر پاؤں دیکھے سر اٹھائے — مجھے ڈر ہے کہ اس کا سر سولی سے زخمی ہو گا

ہر جا کہ نظر نہی قدم شو — گاہے ز وجود در عدم شو
جس جگہ تو نظر ڈالے گر پڑ جا — کبھی وجود سے عدم میں ہو جا

طے کرده ره گذشت خود را — سر کن راه بازگشت خود را
اپنی رہ گذشت طے کر کے — اپنی راہ بازگشت کو بیان کر مکمل کر

تا باز خرامشے نمائی — از اول ره بآخر آئی
تاکہ پھر تو خوش رفتاری دکھلائے — اول راستے سے آخر میں آئے

شد اول و آخر تو یکساں — در صورت جسم و معنی جاں
تیرا اول اور آخر، ظاہری جسم — اور حقیقی جاں (روح) میں یکساں ہو گیا

اے ظاہر و باطن تو یکرنگ — در طاقت صلح و قوت جنگ
اے کہ تیرا ظاہر و باطن صلح کی طاقت — اور جنگ کی قوت میں ایک طرح کا ہے

فارغ ز غبار خویش بینی — در منزل خویشتن نشینی
اور اے فراغت حاصل کرنے والے خویشتن نشینی کی منزل میں خویش بینی کے غبار سے

دیدی کہ چہ گنجہا کشادم — بر وے چہ طلسمہا نہادم
تو نے دیکھ لیا، کیسے گنج (خزانے) میں نے کھولے — اور اس پر کیسے طلسم رکھے ہیں نے

زیں گنج طلسم اگر کشائی — از عہدۂ فقر خود برآئی
اگر تو اس گنج طلسم کو کھول لے — تو اپنی فقیری کے عہدہ سے باہر ہو جائے

بے غم ہمہ عمر شاد گردی
بے غم تمام عمر خوش رہے
درویش غنی نہاد گردی
غنی طبیعت درویش ہو جائے

تمام شد بعون اللہ تعالے

گنج طلسم از خط میر مدبیر خان بن شریف خان بن تیر انداز خان قلعہ دار قاعد انور

فہرست علمی خدمات ڈاکٹر ایم حفیظ سیّد

ا تحقیقات

انگریزی میں :۔ قاضی محمود بحری
سکھ سہیلا برہان الدین جانم
منفعت الایمان برہان الدین جانم
فرانسیسی میں :۔ رجائیت ہندی تخیلات میں
ہندی میں :۔ بھارتیہ دشار دھرا میں اشاوڑ
اردو میں :۔ کلیات بحری مع مقدمہ وتشریحات
اشوک اعظم
گوتم بدھ۔

ب حسب ذیل کتب کے مقدمے

(۱) جذبات ساغر
(۲) پیام شوق از پنڈت جگ موہن ناتھ
(۳) سرود کارواں از جمالی
(۴) نوائے دل از ہادی مچھلی شہری
(۵) دیوان مومن مرتبہ ضیا احمد۔

ج ابھی نندن گرنتھ والیوم

۱۔ پنڈت جواہر لال نہرو (۱۹۴۹ء) ۲ جلدیں
۲۔ کاشی ودیاپیٹھ رجت جینتی (۱۹۴۷ء)
۳۔ کاشیو ابھی نندن گرنتھ
۴۔ انند کے کمار سوامی
۵۔ سنٹری انداائی ناتا (۱۹۴۵ء)
۶۔ ہیرالال کھنہ (۱۹۵۰ء)

نہرو کی غیر مذہبی حکومت کی روحانی قدریں (انگریزی اور ہندی میں)
قدیم ہند کے روحانی تصورات
بنگال کے راجیہ پال
سنٹری اردو یندو اور ان کی خدمات ہند۔

د۔ سالگرہ سے متعلق مضامین

(۱) سر تیج بہادر سپرو (سنہ ۱۹۴۸ء)
(۲) ڈاکٹر بھگوان داس (سنہ ۱۹۴۹ء)
(۳) سری پرکاش (سنہ ۱۹۴۹ء)
(۴) کیلاش ناتھ کاٹجو (سنہ ۱۹۵۰ء)
(۵) سی۔ وائی چنتامنی (سنہ ۱۹۴۲ء)
(۶) ڈاکٹر ایس سنہا (سنہ ۱۹۵۰ء)
(۷) سری اروبندو (سنہ ۱۹۵۱ء)
(۸) ڈاکٹر سمپورنانند (سنہ ۱۹۵۰ء)

ک۔ تعلیمات

(۱) تعلیمی آزادی (ایجوکیشنل ریویو۔ مدراس)
(۲) جدید تعلیمی تصورات (ترقی تعلیم پٹنہ)
(۳) عورتوں کا نمائندہ نصاب تعلیم (انڈین ریویو۔ کلکتہ)
(۴) بچہ کی ابتدائی تعلیم کے بنیادی اصول (ایجوکیشنل ریویو۔ مدراس)

و۔ سہ ماہی مجلہ حکومت یو۔پی "شکشا" میں مطبوعہ مضامین۔

(۱) تعلیم کی آزادی (جولائی سنہ ۱۹۴۹ء)
(۲) مہاتما گاندھی کا نظریہ تعلیم (اکتوبر سنہ ۱۹۴۹ء)
(۳) الوساشن اور سوتنترا کے سپا (جنوری سنہ ۱۹۵۰ء)
(۴) انگلستان کے نرسری اسکول (اپریل سنہ ۱۹۵۰ء)
(۵) انگلستان کے نرسری اسکول حصہ دوم (جولائی سنہ ۱۹۵۰ء)
(۶) انگلستان میں کھلی ہوا کے نرسری اسکول (جنوری سنہ ۱۹۵۱ء)
(۷) بالغوں کے مدارس انگلستان میں (اپریل سنہ ۱۹۵۱ء)
(۸) ڈسپلن کا نفسیاتی اندازہ (جنوری سنہ ۱۹۵۲ء)

ان کے علاوہ اردو میں بیسیوں مضمون معارف، نگار، سب رس، زمانہ کانپور، ادیب دہلی و الہ آباد، آجکل دہلی، نظام المشائخ دہلی، الناظر لکھنؤ میں شائع ہوتے رہے۔

ادارۂ ادبیات اردو کی مطبوعات

داستان ادب حیدرآباد | از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ حیدرآباد کے تین سو سالہ اردو، فارسی و عربی ادب و شاعری کا جائزہ جس میں جملہ ارباب کمال کا مختصر حال ان کے رشحات قلم کی مختصر خصوصیات اور اس شہر کی جملہ علمی و ادبی تحریکات اور ان کا پس منظر واضح کیا گیا ہے۔ صفحات (۲۲۲)۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

بہمنی سلطنت | از پروفیسر عبدالمجید صدیقی۔ تاریخ دکن عہد وسطیٰ جس میں تیرھویں صدی عیسوی میں دکن کی حالت یادو، کاکیتا ہوسے سن اور معبر خاندانوں اور سلاطین بہمنی کے تفصیلی حالات اور بہمنیہ سلطنت کے عروج و زوال کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ صفحات (۱۹۲)۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

دارالعلوم کے سپوت | از مولوی حافظ محمد مظہر صاحب۔ حیدرآباد کی مشہور اور قدیم ترین درسگاہ دارالعلوم کے ان فیض یافتوں کا ایک تذکرہ جنھوں نے گذشتہ نصف صدی میں، تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور قومی و ملکی صلاح و فلاح کی ایسی نمایاں خدمات انجام دیں جو اس ملک کی تاریخ کا ایک جزو لاینفک ہیں۔

صفحات (۹۶)۔ قیمت ایک روپیہ۔

حیدرآباد فرخندہ بنیاد | از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ شہر حیدرآباد کے آغاز و ارتقاء اور حیدرآبادی تہذیب و تمدن کے نشو و نما کی داستان جس کو تاریخوں اور نیم تاریخی روایتوں اور افسانوں کی شکل میں اہل حیدرآباد سینہ بہ سینہ اور سفینہ بہ سفینہ محفوظ رکھتے آئے ہیں۔ صفحات (۲۲۲) باتصویر۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

رادھا اور رنگ محل | از مولوی وزیر حسن صاحب دہلوی مولف چاند سلطانہ۔ اس صاحب طرز ادیب کے دلچسپ ادبی مضامین اور افسانے شامل ہیں جن میں ہر ایک بہترین ادبی شہکار ہے۔ صفحات (۸۰)۔ قیمت (۱۲)

رمز سخن | انتخاب کلام سدانند جوگی بہاری لال رمز، مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور جس میں شاعر کے حالات زندگی اور خصوصیات کلام پر ایک مقدمہ بھی شامل ہے۔ صفحات (۹۶)۔ قیمت ایک روپیہ۔

اردو انسائیکلوپیڈیا | اردو زبان میں ایک مخزن علوم و فنون کا پہلا نمونہ جس میں صرف حرف "الف" کے الفاظ اور اصطلاحوں پر اعلیٰ پایہ کے باتصویر مضمون شریک ہیں۔ بڑی سائز بہترین کتابت و طباعت۔

صفحات (۷۰)۔ قیمت ایک روپیہ۔

تاریخ گولکنڈہ | از پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی۔ سلاطین قطب شاہیہ کی نہایت مستند اور مبسوط تاریخ ہے جس میں گولکنڈہ اور اس کے آس پاس کی سلطنتوں کے تعلقات، دکن کا تمدنی ارتقاء، بادشاہوں اور امیروں کے حالات، لڑائیاں، علم و فضل کی سرپرستی غرض ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔

بڑی سائز۔ سوا تین سو سے زیادہ صفحات۔ مجلد قیمت پانچ روپے۔ دوسرا ایڈیشن زیر ترتیب و طبع۔

مقدمہ تاریخ دکن
از پروفیسر عبد المجید صاحب صدیقی۔ سرزمین دکن کے پچیس ہندو و مسلمان حکمران خاندانوں کے آغاز، ارتقاء، عروج و زوال کے متعلق تاریخی معلومات کے علاوہ حکمرانوں کا پورا شجرہ نسب اور حکمرانوں کی تاریخیں بھی ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں ایک مبسوط و مفید اشاریہ بھی ہے۔ متوسط تقطیع (۱۴۴) صفحات قیمت (عہ؍)

میر محمد مومن
از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ عہد محمد قلی قطب شاہ و سلطان محمد قطب شاہ میں پیشوائے سلطنت اور وزیر مطلق تھے۔ انھوں نے ایک دائرہ بنایا تھا جس میں خاک کربلائے معلی بچھا دی تھی اور یہ دائرہ اب تک "دائرہ میر مومن" کے نام سے حیدرآباد میں مشہور و معروف ہے۔ میر محمد مومن اعلیٰ پایہ کے فارسی شاعر بھی تھے اور حیدرآباد آنے سے قبل شاہ ایران کے استاد بھی رہ چکے تھے۔ ان کے نہایت تفصیلی اور تحقیقی حالات زندگی تقریباً "تین سو صفحات مع متعدد تصاویر۔ قیمت پانچ روپے۔ (اس کے بہت تھوڑے نسخے باقی رہ گئے ہیں)

مال والوں کی تاریخ
از سید مراد علی صاحب طالع۔ حیدرآباد کے ایک مشہور ہندو خاندان کا تذکرہ جو آصفجاہ اول کے عہد سے اب تک سرزمین حیدرآباد میں ہندو مسلم اتحاد اور فلاح عام کے کاموں میں بڑا حصہ لیتا آیا ہے۔ اس کی ترتیب سے دکن کی تاریخ کا ایک پہلو منظر عام پر آگیا ہے اور مرتب نے تلاش و جستجو سے مفید معلومات یکجا کر دی ہیں۔ صفحات (۸۰)۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

حیدرآباد
از رفیعہ سلطانہ صاحبہ۔ اس کتاب میں عوام اور بچوں کے لئے شہر اور ریاست حیدرآباد کے ضروری حالات سادہ اور سلیس زبان میں درج کئے گئے ہیں۔ اس کے کئی ابواب ہیں جن میں آب و ہوا، پہاڑ، دریا، پیداوار، تاریخ، طرز معاشرت، صنعتیں، زبانیں، طرز حکومت، آثار قدیمہ اور ذرائع حمل و نقل کو خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قیمت (۱۰؍)

اعظم الامراء ارسطو جاہ
از پروفیسر عبد المجید صاحب صدیقی۔ اعظم الامراء ارسطو جاہ دکن کے ایک عظیم الشان وزیر اور مدبر تھے۔ ان کا زمانہ دکن میں اردو ادب اور شاعری کے نقطۂ نظر سے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ چھوٹی تقطیع۔ (دوسرا ایڈیشن زیر طبع)۔

مختار الملک سالار جنگ اعظم
از مولوی شیخ محمد صاحب صدیقی۔ نواب مختار الملک دکن کے احیائے ثانیہ کے بانی ہیں۔ چھوٹی تقطیع۔ (۴۸) صفحات۔ قیمت مجلد (۸؍)

عماد الملک
از مولوی شیخ محمد صاحب صدیقی۔ عماد الملک سید حسین بلگرامی عالم و فاضل ہونے کے علاوہ مدبر اور مصلح بھی تھے۔ چھوٹی تقطیع۔ (۴۰) صفحات۔ قیمت (۸؍)

ہندوستانی تمدن
از ڈاکٹر ایشور ٹوپا۔ جس میں دراوڑیوں اور آریاؤں کے تمدن کو نہایت تحقیق کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر انگریزی یا کسی اور زبان میں بھی کوئی کتاب اس وسعت کے ساتھ شائع نہیں ہوئی۔ صفحات (۳۴۰)۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

ہندوستانی قومیت کا مسئلہ
از ڈاکٹر ایشور ٹوپا۔ اس کتاب کا مطالعہ سیاسیات اور تمدن کی بحثوں کا مطالعہ کرنیوالوں کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔ صفحات (۵۲)۔ قیمت (عہ)

تاریخ سیاسیات
از پروفیسر عبد المجید صاحب صدیقی۔ اس کے مطالعے سے واضح ہوگا کہ عہد حاضر تک سیاسیات نے کیا کیا مدارج طے کئے اور مختلف ممالک اور قوموں نے اس کے ارتقاء میں کیا کیا حصہ لیا۔ اس کا

اس کا مطالعہ ہر تعلیم یافتہ کے لئے افادہ کا باعث ہوگا۔ صفحات (۲۷۲)۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

اسلامی عدل گستری
از محمد عبدالحفیظ صاحب صدیقی۔ دس ابواب کے تحت اسلامی تصور قانون اور طریقہ عدل پر نظر ڈالی گئی ہے۔ عہد حاضر میں قیام پاکستان کے بعد یہ موضوع مخصوص اہمیت رکھتا ہے۔ صفحات (۹۶) قیمت عہ

تاریخ ادب اردو
یہ تاریخ زیادہ تر طلبہ اور عوام کے لئے لکھی گئی ہے۔ لیکن اردو صحافت اور ادب سے دلچسپی رکھنے والے جملہ اصحاب کے لئے تاریخی معلومات کا بہترین نمونہ ثابت ہوگی۔ چھوٹی تقطیع۔ (۱۷۶) صفحات۔ قیمت عہ۔

مدراس میں اردو
از مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی۔ مدراس میں زبان اردو کے نشو و نما اور اس کے ارتقاء کی تاریخ ہے۔ نو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر دور کے شاعروں اور نثر نگاروں کے سوانح حیات اور نمونہ کلام تفصیل سے درج ہے۔ صفحات (۲۰۰)۔ قیمت مجلد دو روپے۔

مغربی تصانیف کے اردو تراجم
از مولوی میر حسن صاحب۔ ان تمام انفرادی اور اجتماعی کوششوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے جو صدیوں سے اردو زبان کو مالا مال کرنے کے لئے دوسری زبانوں کی کتابوں کو اردو میں منتقل کرنے کے سلسلے میں کی جاتی رہی ہیں۔ چھوٹی تقطیع۔ (۱۴۰) صفحات۔ قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔

آریائی زبانیں
از ڈاکٹر سید مسعود ورما
اردو زبان میں اپنے موضوع پر واحد کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

سرگذشت حاتم
از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ شاہ ظہور الدین حاتم اردو کے ان قدیم شعراء میں سے ہیں جنھوں نے دکنی دکھنی کی تتبع میں مستقلاً اردو شاعری کی اور اس کو پروان چڑھایا اور اپنے بعد شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ چھوڑ گئے جنھوں نے اردو شاعری کو اور آگے بڑھایا۔ اس کتاب میں ان کے حالات و سوانح خصوصیات کلام اور بعض مباحث پر روشنی ڈالی ہے۔ بڑی سائز۔ صفحات (۱۲۸)۔ قیمت دو روپے۔

سرگذشت غالب
از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ اردو و فارسی کے مشہور شاعر و ادیب مرزا اسد اللہ خاں غالب کی حیات، کارناموں اور اعزہ و احباب کا ایک مجمل تذکرہ ہے جس کو نہایت تحقیق اور محنت سے مرتب کیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

گارساں دتاسی
از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ اردو کے پہلے پروفیسر۔ فرانس کے پہلے مستشرق اور ہندوستانیوں کے سچے بہی خواہ کے علمی و ادبی کارناموں، طریقہ تعلیم، تلامذہ، کتب خانہ، اردو کی حمایت اور تبلیغ کی کوششوں، یورپ کی درسگاہوں اور وہاں کے اردو کے پروفیسروں اور بہی خواہوں کا ایک اجمالی تذکرہ ہے۔ طباعت و کتابت دیدہ زیب۔ صفحات (۱۲۸)۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

محمد حسین آزاد
از جہاں بانو بیگم صاحبہ نقوی۔ کتاب سات ابواب میں تقسیم کی گئی ہے جن میں آزاد کی زندگی، شاعری اور تصانیف سے متعلق معلومات شامل ہیں۔ (۲۰۰) صفحات۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

تذکرہ اردو مخطوطات
از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ ادارۂ ادبیات اردو میں اب تک جو قلمی کتابیں محفوظ ہو چکی ہیں ان میں سے صرف (۲۷۵) مخطوطات کا تفصیلی تذکرہ بڑی سائز کے (۴۰۰) صفحات پر شائع ہوا ہے۔ اس میں ۵۲۵ء سے ۱۳۰۵ھ کے درمیانی زمانے کے تقریباً تین سو مصنفین و شعرائے اردو کے تفصیلی حالات اور کلام و تصانیف پر

روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے اشاریہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں تین سو شعرا و مصنفین کے تفصیلی حالات درج ہیں ان کے علاوہ (۱۵۰۰) سے زیادہ ارباب علم اور کتب و آثار قدیمہ زیر بحث رہے ہیں۔ قیمت پانچ روپے۔

تذکرہ مخطوطات جلد دوم | از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ کتب خانہ ادارۂ ادبیات کے (۵۰۰) عربی، فارسی، اردو، اور ہندی قلمی کتابوں کا تذکرہ جس کو جلد اول کی طرح تحقیق کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ صفحات (۱۸۰)۔ قیمت پانچ روپے۔

مرقع سخن جلد اول | مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ یہ دکن کے (۲۵) شعرا دور آصفیہ کا باتصویر تذکرہ ہے۔ جامعہ عثمانیہ کے متعدد اساتذہ طلبہ فارغین اور اہل قلم نے اس تذکرہ کی تالیف میں حصہ لیا ہے۔ یہ تذکرہ (۵) دوروں پر منقسم ہے۔ ہر دور کے شروع میں ایک تمہید ہے جس میں اس کی ادبی خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر عہد کے مشاہیر شعرا کے حالات، ان کے کلام کا نمونہ اور اس پر تبصرہ ہے۔ شاعروں کی تصویروں کے علاوہ فرمانروایان دکن اور قدردانان ادب و شعر کی بھی تصویریں شریک ہیں۔ (۵۰۰) صفحات۔ (۵۵) تصاویر۔ قیمت سات روپے۔

مرقع سخن جلد دوم | مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ (۵۰) شعرائے دور آصفیہ کا باتصویر تذکرہ ہے۔ اس کی ترتیب بھی اسی ڈھنگ پر ہے جیسی پہلی کی ہے۔ ہر شاعر کے سوانح حیات اور نمونہ کلام کے ساتھ ساتھ اس کی شاعری پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ تعداد صفحات (۴۳۱)، تعداد تصاویر (۵۰)۔ قیمت سات روپے۔

شعرائے عثمانیہ | مرتبہ مولوی سید معین الدین صاحب قریشی و مولوی عبدالقیوم خاں صاحب باقی۔ سلسلہ مرقع دکن کی چوتھی جلد ہے جس میں (۲۶) شعرائے جامعہ عثمانیہ کے کلام کا پاکیزہ انتخاب درج ہے۔ ابتدا میں ہر شاعر کے کلام پر ایک مختصر مگر جامع تنقید کی گئی ہے۔ کلام کا انتخاب اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ ہر شاعر کی عظمت اور اس کا معیار پورے طور پر سامنے آتا ہے۔ رائل سائز (۲۳۱) صفحات باتصویر۔ قیمت مجلد پانچ روپے۔

مشاہیر قندھار دکن | از مولوی اکبر الدین صاحب صدیقی۔ دکن کے مشہور و معروف اور مردم خیز خطہ قندھار شریف کے معزز خاندانوں اور ان کے باکمال و مایہ ناز افراد کا اجمالی باتصویر تذکرہ پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی کے بصیرت افروز مقدمہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ صفحات (۱۴۸)۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

ورڈز ورتھ اور اس کی شاعری | از مولوی میر حسن صاحب۔ ورڈز ورتھ کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ اس کے تجربات حیات نے جس طرح اس کی شعری رجحانات کی تعمیر و تشکیل کی ہے ان کو واضح کیا گیا ہے۔ بہت سی نظموں کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ (دوسرا ایڈیشن زیر طبع)

ٹیگور اور ان کی شاعری | از مولوی مخدوم محی الدین صاحب۔ یہ شاعر مشرق پر سب سے پہلی کتاب ہے جس میں ٹیگور کی شخصیت، ان کی ادبی زندگی کے گوناگوں پہلوؤں اور ان کے فلسفہ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔